سلسلة المناهج التعليمية

3
ت 3/3

القول السديد

في

علم التجويد

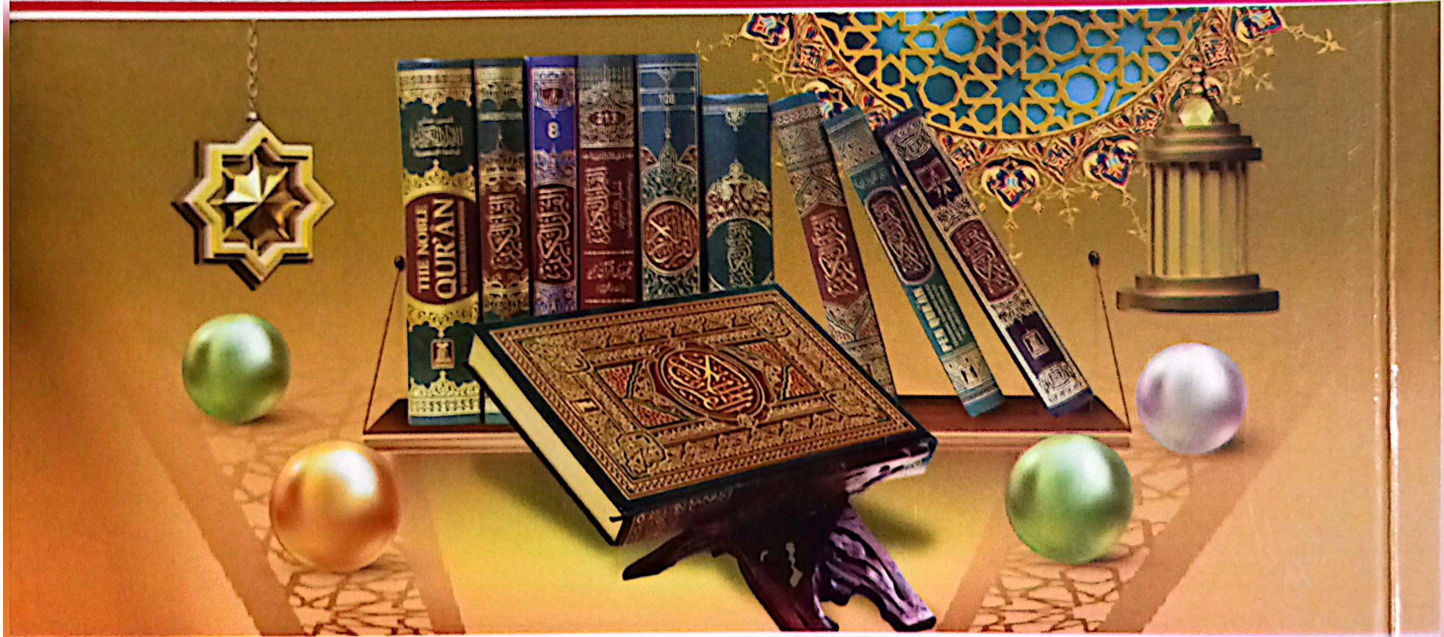

تالیف

قاری سلمان احمد میر محمدی حفظہ اللہ

فاضل القراءات العشر المتواترة

رئیس

كلية القرآن الكريم والتربية الإسلامية

نظرثانی وتنقیح

استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

رئیس

كلية القرآن الكريم والتربية الإسلامية

تقدیم

قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

مدیر

كلية القرآن الكريم والتربية الإسلامية

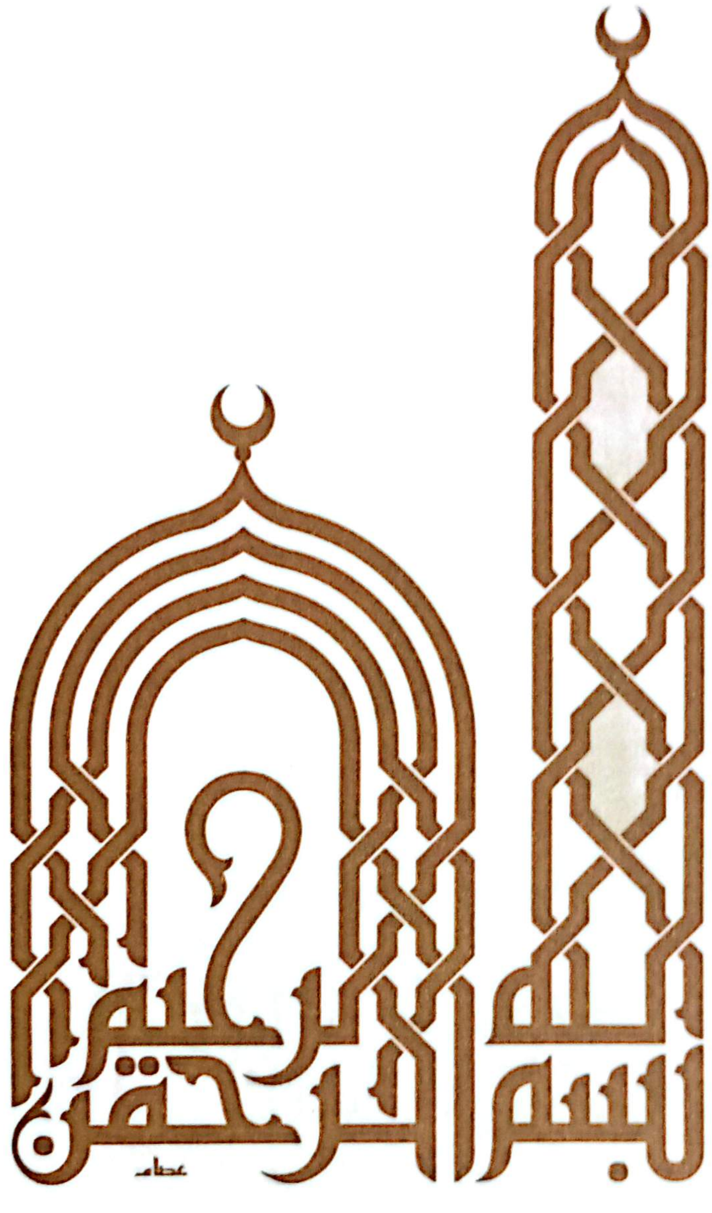

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

القول السديد

في

علم التجويد

CamScanner

ورتل القرآن ترتیلا

القول السدید فی علم التجوید

جمع و ترتیب: قاری سلمان احمد میر محمدی حفظہ اللہ
فاضل القراءاتِ العشر المُتواترة

نظر ثانی و تنقیح: استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی

تقدیم: قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی

الوقف القرآنی الخیری
کلیۃ القرآن الکریم والتربیۃ الاسلامیۃ

فہرست

- تقدیم 13
- تقریظ (قاری ادریس العاصم ﷾) 19
- تقریظ (قاری یحییٰ رسولنگری ﷾) 20
- تقریظ (قاری محمد عزیر ﷾) 21
- علم تجوید کی اہمیت وتدوین اور مجودین کی فضیلت 22
  - تجوید کی اہمیت قرآن مجید سے 23
  - تجوید کی اہمیت حدیث سے 24
  - تجوید کی اہمیت ائمہ قراءۃ ومتقدمین کے اقوال سے 25
  - علم تجوید کی تدوین 26
- مبادیات تجوید 28
  - تجوید کا لغوی معنی 28
  - موضوع 28
  - غرض وغایت 28
  - فضیلت 28
  - حکم 29
  - ارکان تجوید 29
- لحن اور اس کی اقسام 30
  - لحن کا لغوی معنی 30
  - اصطلاحی معنی 30

CamScanner

◇ لحن جلی 30

◇ لغوی معنی 30

◇ اصطلاحی معنی 30

◇ لحن جلی کی اقسام 30

◇ لحن جلی کا حکم 31

◇ لحن خفی 31

◇ لغوی معنی 31

◇ اصطلاحی معنی 31

◇ لحن خفی کا حکم 31

⊙ ابتداء کی اقسام 33

◇ تعوذ و بسملہ کے اعتبار سے 33

◇ ابتداء کی اقسام (فصل، وصل کے اعتبار سے) 34

⊙ مخارج کا بیان 39

◇ مخارج کا لغوی معنی 39

◇ اصطلاحی معنی 39

◇ مخارج کی تعداد 39

◇ مخارج کی اقسام 39

◇ اصول مخارج 40

◇ اصول مخارج کی تفصیل 40

◇ اصل اول: حلق 40

◇ اقصیٰ لسان 41

◇ وسط لسان	41
◇ لظم	42
◇ حافہ لسان	42
◇ طرف لسان	43
◇ راس لسان	43
◇ اصل ثالث: شفتان	43
◇ اصل رابع: جوف دہن	43
◇ اصل خامس: خیشوم	43
◇ حروف کی صحیح ادائیگی معلوم کرنے کا طریقہ	43
⊙ صفات کا بیان	46
◇ صفات کا لغوی معنی	46
◇ اصطلاحی معنی	46
◇ صفات کے فوائد	46
◇ صفات لازمہ و عارضہ میں فرق	46
◇ صفات لازمہ و عارضہ کے نام	47
◇ صفات لازمہ متضادہ	47
◇ صفات لازمہ غیر متضادہ	49
◇ صفت تکرار کی ادائیگی کا طریقہ	50
◇ غنہ کے مراتب بالترتیب	51
◇ حرفوں کی صفات نکالنے کا طریقہ	51
◇ تمام حروف کی صفات لازمہ کا نقشہ	52

CS CamScanner

تقدیم

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی حقیقی کلام ہے جو کہ عربی زبان میں نازل ہوا، جیسا کہ قرآن میں اس بات کی صراحت ہے:

﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝﴾

''(قرآن کا نزول) صاف عربی زبان میں ہے۔''[1]

اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو جب یہ قرآن دے کر بھیجا تو ساتھ پڑھنے کی کیفیت بھی بیان کر دی اور فرمایا:

﴿وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝﴾

''اور ہم نے اس قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر (ترتیل کے ساتھ) پڑھا ہے۔''[2]

اور اسی کیفیت کی طلب اپنے پیارے پیغمبر ﷺ سے بھی کی اور حکم فرمایا:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝﴾

''اور آپ بھی (اے میرے پیارے پیغمبر ﷺ!) قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کر) پڑھیں۔''[3]

اس آیت میں صرف ترتیل ہی کا حکم نہیں دیا بلکہ اس امر کی تاکید اور شدت وضرورت کو واضح کرنے کے لیے ﴿تَرْتِيْلًا﴾ مصدر بھی لایا گیا جو کہ ترتیل کی ضرورت میں مبالغے اور مزید تاکید کو واضح کر رہا ہے۔

---

[1] الشعراء 195:26. [2] الفرقان 32:25. [3] المزمل 4:73.

غرض یہ کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ ہی پڑھتے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔ ❶

قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے میں نزول قرآن کے ساتھ بڑی پیاری مماثلت بھی ہے کہ قرآن مجید کا نزول بھی ٹھہر ٹھہر کر تقریباً (23) سال میں مکمل ہوا اور پھر اس کا سبب بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بڑی تسلی دی کہ یہ ٹھہر ٹھہر کر اتارنا اصل میں تثبیت قلب کے لیے بھی مرقع ہے اور ساتھ ہی فرمادیا کہ ہم نے بھی یوں ہی ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کر) اس کو پڑھا ہے کیونکہ ترتیل کے ساتھ پڑھنے ہی سے حقیقی فائدہ ہوتا ہے کہ انسان تدبر و تفکر کے ساتھ مفاہیم کی گتھیاں سلجھاتا ہے اور شدّتِ تاثر سے قلب میں اصل جلا پیدا ہوتی ہے۔

اسی لیے ترتیل کے ساتھ پڑھنے کو باری تعالیٰ نے تلاوت کرنے کا حق گردانا ہے اور فرمایا:

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ﴾

”وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی، وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جس طرح اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے۔“ ❷

تلاوت کا حق ترتیل ہے جو کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے معلم اول محمد عربی ﷺ سے سیکھا، چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«لَأَنْ أَقْرَأَ سُورَةً وَّأُرَتِّلَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ»

”میں ایک سورت کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کو پورے قرآن کو ترتیل کے بغیر پڑھنے سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔“ ❸

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ ہی پڑھا کرتے تھے۔ ❹ اور فرمایا کرتے تھے:

«لَا تَنْثُرُوهُ نَثْرَ الرَّمْلِ، وَلَا تَهُذُّوهُ هَذَّ الشِّعْرِ، قِفُوا عِنْدَ عَجَائِبِهِ، وَحَرِّكُوا بِهِ

❶ ابن کثیر: 559/4. ❷ البقرة 121:2. ❸ التبيان في آداب حملة القرآن، ص: 70، وفتح الباری: 112/9.
❹ فتح الباری: 115/9.

CS CamScanner

الْقُلُوبَ، وَلَا يَكُنْ هَمُّ أَحَدِكُمْ آخِرَ السُّورَةِ »

''قرآن مجید کو ریت کی طرح مت بکھیر و اور نہ ہی اشعار کی طرح گا کر پڑھو۔ اس کے عجائبات پر ٹھہر کر دلوں کو اس کی انگیزی سے متحرک کرو۔ تمھیں اس سورت کو جلدی جلدی ختم کرنے کی فکر نہ ہو۔'' [1]

اور بعض روایات میں ہے کہ « وَلَا تَنْثُرُوهُ نَثْرَ الدَّقَلِ » کہ ردّی کھجور کی طرح نہ پھینکو۔ گویا مطلوب ان کا یہ ہے کہ اتنا تیز نہ پڑھو کہ معانی کا خیال نہ رہے اور اتنا ڈھیلا بھی نہ پڑھو کہ اس کی ساخت ہی بدل جائے اور وہ اشعار بن جائیں۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسی ترتیل کو زندگی کے اندر معیارِ صحتِ قرآن بنایا اور اس پر خود بھی پابندی کی اور دوسروں کو بھی کروائی، جیسا کہ موسیٰ بن یزید الکندی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُقْرِئُ الْقُرْآنَ رَجُلًا فَقَرَأَ الرَّجُلُ: ﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ ﴾ مُرْسَلَةً، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: مَا هٰكَذَا أَقْرَأَنِيهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ كَيْفَ أَقْرَأَكَهَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا: ﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ ﴾ فَمَدَّهَا

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو قرآن پڑھا رہے تھے تو اس نے ﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ ﴾ کو پڑھا اور ﴿ لِلْفُقَرَآءِ ﴾ میں مد نہیں کی تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے مجھے ایسے نہیں پڑھایا۔ اس آدمی نے عرض کیا: اے ابو عبد الرحمن! پھر بتاؤ اللہ کے رسول ﷺ نے کس طرح آپ کو پڑھایا؟ پھر انھوں نے ﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ ﴾ کو پڑھا اور ﴿ لِلْفُقَرَآءِ ﴾ پر مد کی۔'' [2]

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ترتیل کو لازمی جز خیال کرتے، حتیٰ کہ مدود کی مقدار میں بھی کمی وبیشی برداشت نہ کرتے اور پھر ان تمام امور کی نسبت بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف

[1] ابن کثیر: 559/4. [2] السلسلة الصحيحة: 2237.

کرتے تھے۔

یہی صحابی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حکم دیا کرتے تھے:

«جَوِّدُوا الْقُرْآنَ وَزَيِّنُوْهُ بِأَحْسَنِ الْأَصْوَاتِ»

''قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھا کرو اور اس کو اچھی آوازوں کے ساتھ مزین کیا کرو۔''[1]

گویا انھوں نے ترتیل کی تفسیر یہ کی ہے۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ترتیل کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

«اَلتَّرْتِيْلُ هُوَ تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ»

''ترتیل کا معنی حروف کی تجوید (حروف کی صحیح مخارج و صفات کے ساتھ ادائیگی) اور وقوف کی معرفت ہے۔''[2]

یہی وہ تقریر و توضیحات اور تعامل صحابہ تھا جس کی بنیاد پر عجمیوں کی آسانی کے لیے تجوید کے قواعد مرتب کیے گئے اور انھیں قواعد (ترتیل) کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت پر کل قیامت کو بشارت ملے گی۔

جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ كُنْتَ تَقْرَأُهَا»

''قاری قرآن کو کہا جائے گا کہ قرآن مجید کو پڑھتا جا اور جنت کی سیڑھیاں چڑھتا جا اور جس طرح تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا، آج بھی اسی طرح پڑھ۔ تیری منزل وہاں ہے جہاں تو آخری آیت کی تلاوت کرے گا۔''[3]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ترتیل کی نعمت سے مالا مال فرمائے اور ہمارے دلوں میں اس ترتیل کے حصول کی حرص مزید بڑھا دے۔

---

[1] النشر: 210/1. والوجيز للقرطبي، ص: 88. [2] النشر: 209/1، ولطائف الإشارات: 220/1، ونهاية القول المفيد، ص: 7. ومنار الهدى في الوقف والابتداء، ص: 5، وعمدة البيان، ص: 21، وشرح الجزري لابن يالوشه. ص: 19، وشرح طيبة النشر، ص: 35، وشرح الجزرية لملا علي القاري، ص: 20.

[3] سنن أبي داود: 1464، والترمذي: 2914، وأحمد: 196/2، وصحيح الجامع: 8122.